مواعظِ اختر نمبر ۵۷

غفلتِ دل کیسے دور ہو؟



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ التالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۵۷

غفلتِ دل کیسے دور ہو؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: غفلتِ دل کیسے دور ہو؟

نامِ واعظ: محی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۰۷؁ھ مطابق ۱۱؍مئی ۱۹۸۷؁ء بروز دوشنبہ

مقام: ڈھاکا نگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

موضوع: اپنے نفس کو مٹانا اور ایذا رسانی سے بچنا

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴؁ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

غفلتِ دل کیسے دور ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

قرآنِ پاک کی جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کے اندر ایک ضروری مضمون بیان ہوا ہے۔ جس نے ہم کو، آپ کو پیدا کیا ہے، جس نے ہمارے آپ کے لئے زمین و آسمان، سورج و چاند اور سمندر بنائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات ہماری آپ کی پرورش کے لئے بنائی ہے اور ہمیں اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے۔ تو اُس اللہ نے ہمیں ایک اہم بات کی خبر دی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بہت بڑے خزانہ کی خبر دی ہے، ایسا خزانہ جو دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔

چین وسکون کا خزانہ

اگر باپ اپنے بچوں کو یا دادا اپنے پوتوں کو یہ خبر دے کہ ہم نے اشرفیوں سے بھری ایک دیگ دفن کی ہے اور اس کا جغرافیہ یہ ہے، اور وہ سب لکھ دے کہ میرا خزانہ یہاں ہے تو بچے اس خزانہ کا کیسے لالچ کریں گے؟ لیکن باپ کے خزانہ کا تو بدل بھی ہے، اگر باپ خزانہ چھوڑ کے نہیں مرتا تو بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کما لیتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو یتیم بچے زیادہ بڑھ گئے، زیادہ ترقی کر گئے، باپ

سے زیادہ کمانا بچوں کو آ گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جس خزانہ کی ہمیں خبر دی ہے وہ خزانہ تو زمین پر کہیں ہے ہی نہیں، اسے کوئی حاصل بھی نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس خزانہ کی خبر دی ہے وہ خزانہ کائنات میں، آسمان کے نیچے نہ زمین کے اوپر کہیں نہیں مل سکتا کیونکہ اس کا تعلق تو قلب سے ہے، آسمان وزمین اور جسم سے نہیں۔ اور وہ خزانہ اتنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر دنیا کی زندگی بے مزہ ہے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر اللہ کے عاشقوں کے سکون کا بادشاہوں کو پتہ چل جائے تو وہ تلواریں لے کر ان پر چڑھائی کردیں کہ یہ سکون واطمینان ہمیں دے دو لیکن یہ سکون تلواروں سے نہیں ملتا، یہ تو ان کی جوتیاں اٹھانے سے ملتا ہے۔

لذتِ قربِ خدا کے بغیر زندگی موت ہے

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مجذوب تھے، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو مٹھاس تھی اور ان کو عبادت میں جو مزہ آتا تھا اللہ تعالیٰ نے امتحان کے لئے اس مزے کو تھوڑا سا کھینچ لیا، اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں قبض کہتے ہیں، لہٰذا ان کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی، اللہ سے ایک قسم کی دوری، عبادت میں مزہ نہ پانا اس سے ان کو گھبراہٹ ہوئی، وہ رونے لگے اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہیں۔ شاید مجھ سے کوئی خطا ہوگئی۔ بس وہ جنگل میں چلے گئے، گریبان چاک کرلیا اور رو رو کے اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ رہے تھے۔

دلیہ بنا بھتوا اداس موری سجنی

یہ ہندوستان کے گاؤں دیہات کی بولی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے تھے کہ اے میرے محبوب! سجن کے معنی ہیں محبوب، اے میرے محبوب! اے میرے

اللہ! اے میرے پیدا کرنے والے اور پالنے والے مہربان ارحم الراحمین مالک! آپ ہم سے کیوں ناراض ہیں؟ آپ نے ہمارے دل سے اپنی محبت کی مٹھاس کیوں چھین لی؟ ہمیں نماز میں، عبادت میں جو مزہ آرہا تھا، آپ کا نام لینے میں جو مزہ آرہا تھا وہ آپ نے کیوں چھین لیا؟ اب میری زندگی اداس ہے، بے کیف ہے اور کس طرح اداس ہے؟ دلیا بنا بھتوا، بھتوا کے معنی ہیں چاول، یعنی چاول ہوں اور دال نہ ہو تو خالی چاول حلق سے کیسے اتریں گے؟ تو پوربی زبان کا مجذوب اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا تھا کہ آپ کے بغیر میری زندگی ایسی ہی پھیکی ہے جیسے دال کے بِنا چاول، جینے کا کچھ مزہ نہیں آرہا ہے ؎

کوئی خوشی خوشی نہیں کوئی مزہ مزہ نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

اللہ کے بغیر زندگی موت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو اللہ سے غافل ہے وہ مردہ ہے اور جو اللہ کو یاد کررہا ہے وہ زندہ ہے۔

مَنْ لَا یَذْکُرُ اللہَ کَالْمَیِّتِ وَبَیْتُہٗ کَالْقَبْرِ لَہٗ

(حاشیہ ابن ماجۃ، مصباح الزجاجۃ للسیوطی ص۹۸ (قدیمی))

قرآن نے اعلان کیا کہ جو ایمان نہیں لاتے وہ اپنے کفر کی وجہ سے مردہ ہیں، جس کا مجھ سے تعلق کٹتا ہے وہ مردہ ہی ہوتا ہے۔

اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ

(سورۃ الانعام، آیت ۱۲۲)

جو شخص پہلے مردہ یعنی کافر تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کردیا یعنی مسلمان بنادیا

(ترجمہ معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

اللہ تعالیٰ کے تعلق خاص سے محروم لوگوں کی مثال

میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ڈالی کہ پتنگ کاغذ کا ایک

ٹکڑا ہوتی ہے، اس میں ایک ڈور لگی ہوتی ہے، اس ڈور میں شیشہ پیس کر لگاتے ہیں تو ڈور تیز ہوجاتی ہے اور دوسری پتنگ کی ڈور کو کاٹ دیتی ہے، جب پتنگ کٹ جاتی ہے تو لڑکے اس کو لوٹتے ہیں اور اس میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں حالانکہ وہ پتنگ دو روپے کی ہوتی ہے مگر رئیسوں کے لڑکے، مالداروں کے لڑکے بھی لوٹنے والوں میں شامل ہوجاتے ہیں اور کٹی ہوئی پتنگ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں نوچی جائے گی، کس گلی میں گرے گی، کس جنگل میں گرے گی، ببول کے درخت پر گرے گی اور کیسے نوچی جائے گی، کیسے کھسوٹی جائے گی، کس طرح سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے، ایسے ہی جو اللہ سے کٹ گیا، اللہ کو بھول گیا، اس کی زندگی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے، اس میں کوئی مزہ نہیں، کوئی خوشی نہیں ؎

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

تعلق مع اللہ کی قدر و قیمت

دوستو! کوئی بچہ ہو، اس کا باپ مرجائے، وہ یتیم ہو اور شریر لڑکے اس کی پٹائی کررہے ہوں اور وہ آنسو پونچھ کر کہتا ہے کہ ہائے میرا تو ابّا بھی نہیں ہے، میرا بدلہ کون لے گا؟ تو جو ربّا سے کٹا ہوا ہے، اگر ساری دنیا کے مسائل اس کو گھیر لیں، تو اس کا منہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ کہہ سکے اور جو پانچوں وقت نماز کا پابند ہوتا ہے، رمضان شریف کے روزے رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، جب اس کو کوئی ستاتا ہے تو وہ اس بچہ کی طرح ہے جس بچہ کا ابّا زندہ ہوتا ہے تو وہ بچہ اپنے محلہ کے شریر لڑکوں میں اعلان کرتا ہے کہ ہوشیار ہوجاؤ، مجھ پر ظلم مت کرو، مجھے طمانچے مت لگاؤ ورنہ میں اپنے ابّا سے کہہ دوں گا اور وہ تمہاری پٹائی کریں گے، ایسے ہی جو اللہ کے ساتھ تعلق جوڑے ہوئے ہیں، خدائے تعالیٰ کی

یاد میں رہتے ہیں، اللہ کو راضی رکھتے ہیں، جب ان کو کوئی ستاتا ہے، کوئی بیماری آجاتی ہے، کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فلاں آدمی ستا رہا ہے، میرے ربّا آپ میری مدد کر دیجیے، اگر ابّا کو اپنے بچہ پر رحم آتا ہے تو آپ میرے ربّا ہیں مجھ پر رحم فرمائیے کہ آپ ارحم الراحمین ہیں۔

دل کی غفلت دور کرنے کا پہلا نسخہ۔ مراقبۂ موت

اگر کسی شخص کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں سُستی ہے، اس کی بیٹری ڈاؤن ہے تو بیٹری چارج کرنے کا نسخہ بھی سن لیجیے۔ دل کی سُستی، دل کی سختی، دل کی غفلت دور کرنے کا اور دل کی بیٹری چارج کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں بند کرکے موت کو یاد کرلو، مگر تھوڑا سا یاد نہیں کرو، کثرت سے یاد کرو، حدیثِ پاک میں ہے کہ دلوں کو بھی لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے، غفلت کا زنگ، گناہوں کا، دنیا کی محبت کا زنگ۔ صحابہؓ نے عرض کیا

((وَمَا جِلَآءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، ص ۱۸۹، (قدیمی))

یعنی موت کی یاد میں کثرت کرو۔ اور موت کی یاد سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ پردیس میں تذکرۂ وطن زیادہ کرنا چاہیے تاکہ پردیس کی رنگینیاں ہم کو غافل نہ کرسکیں اور وطن کی تیاری کی ہم کو توفیق ہوجائے۔ موت کو یاد کرنا دل کی بیٹری کو چارج کردے گا اور غفلت دور ہوجائے گی۔

موت محبوب حقیقی سے ملنے کا ذریعہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ آیا، اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بلا رہے ہیں اور میں آپ کی جان قبض کرنے آیا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ نبی کی جان فرشتہ قبض نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اجازت نہ دے لہٰذا جاؤ اللہ میاں سے کہو کہ آپ نے مجھے خلیل یعنی اپنے گہرے دوست کا لقب دیا ہے، خلیلُ اللہ کے کیا معنی ہیں؟ اللہ کا گہرا دوست۔ تو کوئی دوست اپنے دوست کی جان نکالا کرتا ہے؟ انہوں نے موت کے فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو واپس کر دیا کہ میں اپنی جان نکالنے کی تم کو اجازت نہیں دوں گا۔ یہ خصوصیت انبیاء علیہم السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے کیونکہ یہ سرکاری لوگ ہیں، جب تک سرکاری مشن کو پورا نہ کریں تو موت کے فرشتہ کو بھی اختیار نہیں ہے کہ ان کی روح کو نکال لے، جب تک کہ وہ خود راضی نہ ہو جائیں، جب تک وہ خود نہ کہیں کہ میں تیار ہوں، تو یہ ان کا اعزاز اور اکرام ہوتا ہے۔ تو موت کا فرشتہ واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا آپ کے ابراہیم، آپ کے خلیل اللہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کیسے دوست ہیں، کہیں دوست بھی دوست کی جان نکالتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ میرے ابراہیم سے کہہ دو کہ وہ میرا خلیل ہے، میرا ایک پیغام کہہ دو وہ فوراً اپنی جان پیش کر دیں گے، ان سے کہہ دینا کہ کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتا ہے؟ یہی تو ذریعہ ہے ملاقات کا، یہی تو پُل ہے، اسی کے ذریعہ سے تو میرے پاس آؤ گے، لہٰذا وہ فوراً خوش ہو گئے اور خوش ہو کر اپنی جان پیش کر دی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سستی اور غفلت کا زنگ دور کرنے کے لئے مشکوٰۃ کی حدیث میں دو نسخے بیان فرمائے ہیں نمبر ایک ہے، كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ موت کا دھیان رکھو، جو لوگ اپنے باپ دادا کو دفن کر چکے ہیں، وہ ذرا ان کا خیال کر لیں کہ وہ دنیا کتنی لے گئے، کتنی زمیں داری لے گئے، کتنے کارخانے لے گئے، کتنے ٹیلی ویژن لے گئے، کتنی فیکٹریاں لے گئے اور کتنے ریڈیو لے گئے، کتنا دل بہلانے کا سامان لے گئے۔

دل کی غفلت دور کرنے کا دوسرا نسخہ۔ تلاوتِ قرآن پاک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کثرت سے موت کو یاد کرنے سے وطن کی یاد تازہ ہوجائے گی اور وطن کی تیاری کی توفیق ہوجائے گی، دل کی بیٹری چارج ہو جائے گی۔ اور دوسرا نسخہ ہے تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ قرآن پاک کی تلاوت کرنا، قرآن پاک اللہ کا کلام ہے، اس سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔

دل کی غفلت دور کرنے کا تیسرا نسخہ۔ صحبتِ اہل اللہ

اس حدیث کے علاوہ ایک نسخہ اور بھی ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ بیان فرمایا، تو بیٹری چارج کرنے کا تیسرا نسخہ جس سے بڑے بڑے غافل، ولی اللہ ہوجاتے ہیں وہ اللہ والوں کی صحبت ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ محبت کی صحبت میں زیادہ بیٹھا کروتا کہ تم بھی اہلِ محبت ہوجاؤ، جامع صغیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو حضرت نقل فرماتے ہیں کہ

((جَالِسُوا الْکُبَرَآءَ وَسَآئِلُوا الْعُلَمَآءَ وَخَالِطُوا الْحُکَمَآءَ))

(جامع صغیر، ج۱، ص ۳۲۸، رقم الحدیث ۳۵۷۷، التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ص ۳۸۴)
(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الصحبۃ، رقم الحدیث ۲۴۶۵۶)

جو بڑے بوڑھے ہیں ان کے ساتھ بیٹھا کرو، ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھاؤ اور علماء کرام سے دین کی باتیں پوچھا کرو اور جو بزرگانِ دین ہیں ان سے ملنا جلنا رکھو۔ حکماء سے مراد اہل اللہ اور صوفیاء کرام ہیں کہ اصل حکیم وہی ہیں، ان کی تو خدمت میں رہ پڑو، اللہ والوں کے پاس رات دن زندگی گزارو تا کہ تم بھی اہلِ وفا اور اہلِ محبت بن جاؤ اب اللہ والوں کے پاس آدمی کتنا رہے؟ اس کی مقدار علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ، روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت میں اس اہتمام سے رہو اور اتنا رہو کہ

((خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ))

(تفسیر روح المعانی۔ جلد۱۱، ص۵۶)

کہ تم بھی ان جیسے نیک بن جاؤ۔ ان کا تقویٰ، ان کی خشیت ان کی محبت تمہارے اندر بھی منتقل ہوجائے، جس طرح انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے تمہیں بھی دیکھ کر اللہ یاد آئے۔

((خِيَارُكُمْ مَّنْ ذَكَّرَكُمُ اللهَ رُؤْيَتُهٗ وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَّنْطِقُهٗ وَذَكَّرَكُمُ الْاٰخِرَةَ عَمَلُهٗ))

(کنزل العمال ج۹، ص۷۷۔ رقم الحدیث ۲۵۵۸۳ مکتبہ علمیہ)

صحابہ کرام نے سوال کیا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ہم کن لوگوں کی صحبت میں بیٹھا کریں؟ فرمایا کہ وہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، گفتگو کریں تو تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جب ان کا عمل دیکھو تو تمہیں آخرت کی رغبت پیدا ہو، سر سے پیر تک سنت کے مطابق ہوں تو ہم بھی سر سے پیر تک سنت کا نمونہ بن جائیں۔

اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی تفسیر

تو میں نے شروع میں جو آیت تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے دنیا والو! خوب سن لو، اللہ ہی کے ذکر اور یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ اگر مچھلی کو دریا سے نکال کر اسے مچھلی ہی کا کباب پیش کرو، مچھلی کو مچھلی کا کباب دو، پاکولا کوکا کولا، ٹیلی ویژن، فلمیں اور ساری دنیا کی رنگینیاں پیش کردو، مگر جلال الدین رومی فرماتے ہیں؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست

ماہیاں را با یبوست جنگہاست

اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگینیاں اور مزیداریاں ہوں، عیش و آرام ہو لیکن مچھلیوں کو

خشکی میں اپنی موت نظر آتی ہے، مچھلیاں کہتی ہیں کہ ہمیں دریا میں ڈال دو، وہاں کے طوفان بھی ہمیں پیارے ہیں، وہاں کے مگر مچھ اور گھڑیال بھی ہمیں پیارے ہیں، ہمیں طوفانوں سے خوف نہیں ہے کیونکہ پانی ہمارا محبوب ہے۔تو جو اللہ کے عاشق ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نماز، روزہ اور اللہ کی یاد کی توفیق ہو جائے، چاہے ہم کیسے ہی حال میں رہیں، مگر اللہ کی یاد ہی میں ہمارا چین ہے۔

دلوں کا سکون صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارا دل میں نے ہی بنایا ہے، ماں کے پیٹ میں میں نے تمہارا دل بنایا ہے، تمہارا دل بنانے کے لیے ماں کے پیٹ میں امریکا، روس اور جاپان کی کوئی مشین داخل نہیں ہوئی تھی، تمہارے سینہ میں ہم ہی نے دل رکھا ہے اور جو مشین بناتا ہے وہ اس مشین کا تیل جانتا ہے، جیسے کمپنی اعلان کرتی ہے کہ جو اس مشین میں ہمارا بنایا ہوا تیل ڈالے گا تو اس مشین کی ضمانت کمپنی کی ہوگی، اگر دوسری کمپنی کا تیل ڈالو گے تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کر دیا کہ اگر تم ہمیں یاد کرتے رہو گے تو ہم تمہارے دل کے چین کی ضمانت لیتے ہیں، تمہارا قلب اطمینان سے رہے گا اور اگر ہم کو چھوڑ کر تم نے کسی اور چیز سے دل بہلایا تو تمہاری پریشانی کا کوئی علاج نہیں ہے اور تم ہمیشہ بے سکون رہو گے، ہمارے دریائے قرب سے باہر رہ کر کبھی چین نہ پا سکو گے، جس کو تم چین سمجھتے ہو وہ چین ہے ہی نہیں، جس کو تم چین سمجھتے ہو چین وہ نہیں ہے، وہ چین کا خواب ہے، وہ چین کی صورت ہے، حقیقت نہیں ہے، ائر کنڈیشن میں ایک شخص کا جسم ٹھنڈا ہوتا ہے لیکن ائر کنڈیشن اس کا دل ٹھنڈا کرنے کی ضمانت نہیں دیتا، ایک شخص دھوپ میں ہے لیکن اس کے قلب کو اللہ سکون عطا کرتا ہے۔

وہ گرمئ ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہو وہ دھوپ میں بھی چل رہا ہے تو اس کے قلب میں ٹھنڈک رہے گی اور اگر خدا کا غضب ہے، اللہ ناراض ہے، تو ائر کنڈیشن میں بھی جائے گا تو پریشان رہے گا۔اس حقیقت کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے ؎

نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا
نظر اک اُن کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جب خدا کی نظر بدل جاتی ہے تو بندہ جہاں بھی جائے گا پریشان رہے گا۔ اسی لیے دوستو! یہ عرض کرتا ہوں کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، یہ قرآن میں اللہ کا پیغام ہے، جس نے دل پیدا کیا ہے، لہٰذا جتنا زیادہ اللہ کو یاد کروگے اتنا ہی زیادہ اطمینان نصیب ہوگا اور دنیا میں قاعدہ بھی ہے کہ ایک شخص اپنے ابّا کو خوش کرتا ہے اور ابّا مالدار اور طاقتور بھی ہے اور بیٹا کہتا ہے کہ میں ڈھاکہ سے سلہٹ جارہا ہوں اور سلہٹ میرے لیے پردیس ہے، میں پھر آپ کے پاس آجاؤں گا لیکن سلہٹ میں آپ نے میرے لیے کیا انتظام کیا ہے؟ باپ کہتا ہے کہ بیٹا چونکہ میں تم سے خوش ہوں، لہٰذا میں تم کو اچھے اچھے ساتھی بھی دوں گا اور شاندار مکان دوں گا، ائر کنڈیشن دوں گا اور جب تم گھر آؤ گے تو گھر پر بھی تمہیں آرام ملے گا، تو باپ کے خوش ہونے سے بیٹے کا پردیس اور وطن دونوں بن جاتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ جس سے راضی اور خوش ہو، مالک جس سے خوش ہو، اس کا پردیس بھی اچھا ہوگا اور مرنے کے بعد وطن بھی اچھا ہوگا، اب کوئی کہے کہ صاحب ہم نے بہت سے ڈاڑھی والوں

کو دیکھا ہے کہ ان کو فاقے ہو رہے ہیں اور روٹی کے بغیر رو رہے ہیں اور دروازہ دروازہ بھیک مانگ رہے ہیں اور قربانی کی کھال مانگ رہے ہیں۔اب میں اس کی وجہ بتاتا ہوں،اس کی وجہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

آپ نے کہیں دیکھا کہ کسی کسان نے ہل میں بیلوں کی جگہ شیروں کو جوتا ہو۔تو جس مولوی کو آپ ذلیل و پریشان دیکھیں تو یقیناً اس کے تقویٰ میں کوئی کمی ہے، اس کی زندگی کا کوئی شعبہ نافرمانی میں مبتلا ہے، کہیں آنکھوں کی حفاظت نہیں کررہا ہوگا یا کانوں کی حفاظت نہیں کررہا ہوگا یا کسی بزرگ کی صحبت میں اس سے اخلاص وایمان ویقین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری نہیں سیکھتا ہوگا، یہ ہے وجہ۔

اہل اللہ کا صحبت یافتہ دَر دَر کی ٹھوکریں نہیں کھاتا

آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کسی نے میرے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو کسی کے دروازہ پر بھیک مانگنے جاتے دیکھا ہے؟ میرے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور اولیاء اللہ کی جوتیاں اٹھانے والے علماء میں سے ہیں،تو ہمیں ثابت کرکے دکھائیں کہ ایسے اللہ والے دروازہ دروازہ بھیک مانگتے پھر رہے ہوں۔ہم لوگ مدرسوں سے نکل کر فوراً مربی بن جاتے ہیں اور مربہ نہیں بنتے کیونکہ مربہ بننے میں ذرا پریشانی ہوتی ہے لہٰذا مربہ کھانے کے لئے مربی بن جاتے ہیں کیونکہ مربی بننا آسان ہے۔

میرے شیخ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک چیلا ایک گرو کے پاس گیا اور کہا کہ ہم کو چیلا بنادو، گرو نے کہا کہ چیلا بننا بہت مشکل ہے تو اس نے کہا کہ پھر گرو ہی بنالو۔ میں آج اسی لیے درد

بھرے دل سے آپ حضرات کا صدہا احترام رکھتے ہوئے آپ کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہوئے، کلمہ کی بنیاد پر آپ سے محبت رکھتے ہوئے، اگرچہ میری زبان اور ہے آپ کی زبان اور ہے، لیکن میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ کالا اور گورا کوئی چیز نہیں، علاقہ اور زبان کوئی چیز نہیں جو اللہ پر ایمان لائے سب بھائی ہیں:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

(سورۃ الحجرات، آیت:۱۰)

جو قرآن جانتے ہیں وہ دوسروں کو بتادیں کہ قرآن اعلان کررہا ہے کہ مومن کا ہر مومن بھائی ہے، تو میں اسی حیثیت سے درد بھرے دل سے آپ سے ایک گذارش کرتا ہوں کہ اللہ والوں سے اللہ کی محبت سیکھو، اچھے اخلاق سیکھو، اخلاقی بلندیاں سیکھو، وفاداریاں سیکھو، غداریوں سے پناہ مانگو، بے وفائیوں سے پناہ مانگو، نہ خدا کے ساتھ بے وفائی کرو نہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ بے وفائی کرو، مگر یہ نعمت کب حاصل ہوگی؟ بتاؤ! ایک شخص ہر وقت باپ سے دوستی کی رٹ لگارہا ہے لیکن اس کے بیٹوں کو ستا رہا ہے، تو کیا باپ اس کو اپنا محبوب بنا سکتا ہے؟

مخلوقِ خدا کو بُری نظر سے دیکھنے والا کبھی ولی اللہ نہیں ہوسکتا

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا ایک بیٹا ہے بہت خوبصورت اور ایک بیٹی ہے بہت خوبصورت، اب ایک آدمی آپ سے کہتا ہے کہ جناب میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں، مگر وہ آپ کے خوبصورت لڑکے اور لڑکی کو بار بار بُری نظر سے بھی دیکھ رہا ہے، اور باپ بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ تو بڑا نالائق معلوم ہوتا ہے۔ تو کیا وہ آپ کو اپنا دوست بنائے گا؟ نہیں۔ کیونکہ اس کو اپنی اولاد سے محبت ہے۔

ایک شخص نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ریل میں اپنی بیٹی کو برقعہ

میں لے جا رہا تھا، ایک نالائق بار بار میری بیٹی کو دیکھ رہا تھا، کہنے لگے کہ مجھے اتنا غصہ آیا جی چاہا کہ اس کو بندوق سے گولی ماردوں۔تو بتائیے کہ جو کسی کے ابّا سے دوستی کرتا ہے، کسی کے باپ سے دوستی کرتا ہے تو اس کی اولاد سے بھی مخلص ہونا فرض ہے یا نہیں؟ اگر وہ اولاد کو ستائے گا تو باپ کا دوست بن سکتا ہے؟ لٰہذا اللہ تعالیٰ کے دوست بھی وہی ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ وفادار ہوں، جو اللہ کی مخلوق کو نہیں ستاتے، اللہ کی مخلوق پر ظلم نہیں کرتے، اللہ کی بندیوں کو بُری نظر سے نہیں دیکھتے، امردوں کو یعنی وہ لڑکے جن کی ابھی ڈاڑھی مونچھ نہیں آئی ان کو بُری نظر سے نہیں دیکھتے، کسی انسان پر ظلم کرنا تو کیا چیونٹی پر بھی ظلم نہیں کرتے۔

ابرار کون لوگ ہیں؟

علامہ بدرالدین عینی شرح بخاری عمدۃ القاری میں قرآن پاک کی آیت:

﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ۝﴾

(سورۃ الانفطار، آیت:۱۳)

کی تفسیر میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ابرار کون لوگ ہیں؟

((اَلۡاَبۡرَارُ ھُمُ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡذُوۡنَ الذَّرَّ وَلَا یَرۡضَوۡنَ الشَّرَّ))

(عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۱، ص۱۳۲)

نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹی کو بھی نہیں ستاتے۔ بتائیے! اب کیا کہتے ہیں، ابرار بننے کا خیال ہے یا نہیں؟ کس کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہو؟ ابرار میں یا فجار میں؟ اَلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡذُوۡنَ الذَّرَّ وَ لَا یَرۡضَوۡنَ الشَّرَّ جو چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور گناہوں پر راضی نہیں ہوتے، چیونٹی کو بھی تکلیف دینے والا ابرار نہیں

ہوسکتا۔ یہ تفسیر ہے ابرار کی اور آج چیونٹی تو درکنار اپنی غرض کے لئے، مال کے لیے اور دولت کے لئے انسان انسان کو مارنے کے لئے تیار ہے، آج ہماری جانیں محفوظ نہیں ہیں۔

کامل ایمان والا کون ہے؟

میرا ایک دوست جو اس مجلس میں موجود ہے ڈھا کا نگر جارہا تھا، راستہ میں ایک صاحب چھرا دکھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ گھڑی مجھے دے دو، اس کی چھ ہزار کی گھڑی چھین لی۔ یہ کیا ایمان ہے؟ دوستو! ایمان اس کا نام نہیں ہے، حرام کی کمائی سے سکون نہیں ملتا، اللہ کو ناراض کر کے سکون نہیں ملے گا، آپ اپنی بستیوں میں جائیے اور لوگوں کو اس بات کا یقین دلائیے کہ اللہ کے حق کو بھی ادا کرو مگر اللہ کے بندوں کے حق بھی ادا کرو، کیوں صاحب! آپ نے وہ حدیث نہیں سنی:

((اَکۡمَلُکُمۡ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُکُمۡ خُلُقًا))

(التاریخ الکبیر الامام البخاری ﷫ ج۲، ص ۲۷۲، رقم الحدیث: ۲۴۳۳)

کامل ایمان اس کا ہے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہو۔

مخلوق خدا کو ستانے سے علوم دینیہ سلب ہوجاتے ہیں

اب سنئے! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا ابھی حال میں انتقال ہوا ہے مجھ سے فرمایا، اختر اس روایت کو بلا کسی واسطہ کے بیان کررہا ہے، میرے اور ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اور کوئی راوی نہیں ہے، تو فرمایا کہ ایک دن حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں تشریف لائے اور تفسیر بیان القرآن لکھنا چاہی تو علم غائب ہوگیا، دل علم کے نور سے خالی ہوگیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہورہا تھا کہ میں بالکل جاہل ہوں، نہ تصنیف ہورہی ہے، نہ تالیف ہورہی ہے، نہ خطوط کے جوابات لکھے جارہے ہیں، دل پر قبض طاری ہوگیا، گھبرانے لگے، رونے لگے، رورو کر اللہ سے عرض کیا یا اللہ! آج میرا علم کیا ہوا؟ ڈیڑھ ہزار کتابوں کا مصنف، آج اس کا سب علم کہاں چلا گیا؟ اے خدا! کوئی غلطی ہوگئی ہو تو بتادے، اللہ نے الہام فرمایا کہ اشرف علی! تمہاری بیوی آج رشتہ داروں میں گئی ہے، تمہاری بیوی نے تم سے کہا تھا کہ جو مرغیاں ڈربہ میں بند ہیں ان کو صبح آٹھ بجے نکال دینا، ان کو آزاد کردینا، ڈربہ میں بند نہ رکھنا اور ان کو دانہ پانی بھی دے دینا، میری مخلوق مرغیاں بند ہیں، جاکر میری مخلوق کو آزاد کرو، مرغیوں کو نکالو، ان کو دانہ پانی دو اور پھر دیکھو کہ میں علم کا کیسا دریا بہاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مضمون حضرت کے دل میں آیا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ آواز تو سنائی نہیں دیتی مگر ٹیلی گراف کی طرح ہر وقت دل میں یہ بات آتی ہے کہ اشرف علی یہ کرلے یہ کرلے یہ کرلے۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اِس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

اللہ کے ولی اور اللہ کے درمیان میں جو راز ہوتا ہے وہ خدا اور اس بندہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ تو حضرت فرماتے ہیں کہ جب یہ آواز آئی تو میں اٹھا اور فوراً بھاگا اور جاکر مرغیوں کو کھولا، ڈربہ سے نکالا اور دانہ پانی دیا، اس کے بعد آکر جب تفسیر بیان القرآن لکھنا شروع کی تو علم کے دریا بہنے لگے۔ ہائے! مرغیوں کو بھول جانے پر ایسی تنبیہ کی تو بیوی کو ستانے پر کیا سزا ملے گی لہٰذا ان کے ساتھ اچھے سلوک سے

پیش آؤ۔میاں بیوی میں کتنی لڑائیاں ہوتی ہیں، بیوی نمک تیز کردے پھر دیکھئے، رات بھر بڑبڑ ہورہی ہے حالانکہ حدیث میں ہے کہ ابلیس روزانہ پانی پر تخت لگاتا ہے اوراپنے چیلوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرو، چیلے کہتے ہیں کہ آج میں نے فلاں کی نماز چھڑادی، فلاں سے غیبت کرادی، کوئی اور گناہ کرادیا، ابلیس کہتا ہے اچھا۔اس کے بعد ایک اور چیلا آتا ہے، وہ کہتا ہے میں نے میاں بیوی میں لڑائی کرادی، اس کے لیے ابلیس کھڑا ہوتا ہے، اس کو سینے سے لگاتا ہے، کہتا ہے تم میرے بہت لائق بیٹے ہو، بس جس دن میاں بیوی میں لڑائی ہو سمجھ لو ابلیس کے لائق بیٹے بن گئے ہو، لہٰذا بیویوں کی خطاؤں کو معاف کردو۔

بیوی کی خطاؤں کو معاف کرنے کا انعام

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک عورت سے کھانے میں نمک تیز ہوگیا، شوہر نے اس کو معاف کردیا اور کہا کہ اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہوجاتا تو میں اپنے داماد سے کیا چاہتا، جوتا چاہتا یا گالی چاہتا؟ یا یہ چاہتا کہ داماد میری بیٹی کو معاف کردے، تو آپ کی بیوی بھی کسی کی بیٹی ہے۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آدمی کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں اس کو دیکھا تو پوچھا تیرا کیا معاملہ ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے جو کھانے میں نمک تیز کرنے پر اپنی بیوی کو معاف کردیا تھا تو اس کے بدلہ میں اللہ نے مجھے معاف کردیا۔حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ تصوف کی روح یہ ہے کہ کسی مسلمان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے، یہ ہے تصوف کی روح۔لہٰذا یہ دیکھو کہ ہمارے پڑوسی ہم سے خوش ہیں یا نہیں؟ اگر کبھی غصہ آگیا تو فوراً معافی مانگ لو۔اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ والوں سے تربیت حاصل کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سب چیزیں آسانی سے حاصل ہوجائیں گی۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

تصوف کی حقیقت اپنے نفس کو مٹانا ہے

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اصلاح کے لئے اللہ والوں سے جڑتا ہے اس کے لیے اللہ کا راستہ آسان ہوجاتا ہے اور صرف آسان نہیں بلکہ مزیدار بھی ہوجاتا ہے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے ایک شخص پر غصہ آیا، میں نے اس کو خوب سنادی۔ لیکن بعد میں خیال آیا کہ میں نے ایک انسان کو تکلیف دے دی۔ اس کا گھر پھولپور سے ڈیڑھ میل دور تھا، حضرت وہاں عصر کے بعد تشریف لے گئے، اب دیہاتی کسان بے پڑھا لکھا اتنے بڑے عالم، حکیم الامت کے اتنے بڑے خلیفہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا جس نے بارہ دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہو، جس سے مولانا شمس الحق صاحب فرید پوری، مولانا اطہر علی صاحب، حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر نے بیعت کی ہو۔ مولانا ظفر احمد عثمانی نے ان کو کراچی میں حضرت تھانوی کے تمام خلفاء کا شیخ بنایا تھا، ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو اپنا شیخ بنایا تھا، ان سب کے خطوط حضرت کے پاس آتے تھے، تو ایسے بڑے بزرگ اس کے پاس گئے جو کسان تھا، عالم بھی نہیں تھا، اور اس سے جا کر کہا کہ مجھ کو معاف کردو، آج میں نے غصہ میں تمہیں کچھ کہہ دیا، جو حد سے زیادہ ہوگیا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خوف سے عبدالغنی تمہارے دروازہ پر آیا ہے اور تم سے معافی کی بھیک مانگتا ہے، جب تک تم معاف نہیں کروگے عبدالغنی تمہارے دروازہ سے نہیں جائے گا۔ اس نے کہا کہ آپ اتنے بڑے مولانا ہیں، آپ میرے باپ جیسے ہیں جو چاہیں کہہ دیں،

حضرت نے کہا کہ قیامت کے دن نہ میں مولانا رہوں گا نہ باپ رہوں گا، معلوم نہیں عبدالغنی کا کیا حال ہوگا لہٰذا جب تک اس کسان نے معاف نہیں کیا حضرت وہاں سے ہٹے نہیں، جب اس نے کہا کہ اچھا معاف کر دیا، پھر تشریف لائے۔

بتاؤ بھئی! یہ معمولی عمل ہے؟ سبق لینے کا عمل ہے یا نہیں؟ جب کسی کو تم سے تکلیف پہنچ جائے، اس سے معافی مانگو، یہ ہے اصلی تصوف، مسجد میں اشراق پڑھنا، مراقبہ میں آنکھیں بند کر کے عرش کا طواف کرنا، یہ دین نہیں ہے کہ عرش پر طواف ہو اور زمین والوں کو ستاؤ، ان کو مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا کرو، اس سے اچھا ہے کہ تم زمین پر رہو اور زمین والوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔ اگر اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ دو اور ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ تو ان شاء اللہ تہجد کے نور سے زیادہ نور پیدا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ عورت جو رات بھر عبادت کرتی تھی، دن کو روزہ رکھتی تھی مگر پڑوسیوں کو تکلیف دیتی تھی، آپ لوگ محدثین ہیں، علماء ہیں، بتایئے! بارگاہِ رسالت سے کیا فیصلہ ہوا؟ هِيَ فِي النَّارِ وہ جہنم میں جائے گی۔ اس کی رات بھر کی عبادت کیا ہوئی؟ دن بھر کا روزہ کیا ہوا؟ وہ جہنم میں کیوں جائے گی؟ کیونکہ پڑوسیوں کو ستاتی تھی، مخلوقِ خدا کو اذیت پہنچاتی تھی، یہ تھوڑی ہے کہ پیسہ نہیں ہے تو ڈاکہ مارو، قتل کرو، پیسہ لوٹ لو، یہ ایمان ہے؟ ارے یہ ایمان کہاں ہے؟ ان کی تربیت کی ضرورت ہے، ہماری آپ کی ذمہ داری ہے، ہمارا آپ کا فرض ہے کہ ہم نکل پڑیں، کبھی کبھی ہم مدرسوں سے نکل پڑیں اور بستی بستی جا کر چھٹیوں میں ان پر دین کی محنت کریں اور لوگوں کو اچھے اخلاق اور تمام مسلمانوں سے خواہ کسی رنگ کا ہو محبت سکھائیں اور رنگ و نسل کی لعنت سے پاک ہونا سکھائیں۔

دین کی اشاعت علماء کرام کی ذمہ داری ہے

علماء کی شان پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادی ایک شعر کہتے ہیں کہ علماء کی کیا شان ہونی چاہیے۔

رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر میں چھایئے
عالم یہ جل رہا ہے برس کر بجھایئے

آج ہماری ذمہ داریاں یہ ہیں کہ ہم آپ گاؤں گاؤں بستی بستی جا کران پر محنت کریں۔ مولانا کرامت علی صاحب جونپوری یہاں آئے تھے، اس ملک کو جونپور کے پیر ہی سے اسلام ملا ہے، اسی لیے آج یہاں پیروں کی قدر ہے مگر جعلی پیروں کے چکر میں لوگ غلط آ گئے ہیں۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفہ تھے، ایک مولانا سخاوت علی رحمۃ اللہ علیہ جو قطب الارشاد تھے، جونپور میں صاحبِ تکوین تھے، ان سے فرمایا کہ تم یہاں پڑھاتے رہنا، کہیں مت جانا، وہ وہیں جم کے رہ گئے، ان کی قبر بھی وہیں ہے، دوسرے خلیفہ مولانا کرامت علی صاحب سے فرمایا تم کہیں ٹکنا نہیں رات دن سفر میں رہنا اور جاؤ تمہارے لیے بنگال پیش کیا جاتا ہے، تم کو بنگال والوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہوں۔ تو انہوں نے شیخ کا حکم سمجھ کر کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں لیکن جس طرف سے وہ گذرے ہیں آج وہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ وہ جونپوری پیر جو آیا تھا وہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ تھا، سنت و شریعت کا علمبردار تھا، اس نے کیا کام کیا، اس نے دیکھا کہ یہاں ڈاکو زیادہ رہتے ہیں، یہ قصہ مفتی محمود صاحب صدر مفتی دیوبند نے مجھ سے بیان کیا، یہ کس کی روایت بیان کر رہا ہوں؟ دیوبند کے صدر مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب کی جو میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب کے استاد بھی ہیں، تو انہوں نے

فرمایا کہ جس بستی میں دین کا کام کرنا تھا جب وہاں گئے تو وہاں کے لوگوں نے لاٹھی لے لے کر ان کی پٹائی کردی، لہٰذا جونپور واپس گئے اور وہاں لاٹھی چلانا سیکھی اور کس سے سیکھی؟ ایک ہندو سے۔ اور جب اس ہندو کو معلوم ہوا کہ ایک تہجد گذار عالم مجھ سے سیکھ رہا ہے تو ہندوؤں سے زیادہ اپنا فن ان کو سکھا دیا، اللہ تعالیٰ کافر کے دل میں بھی اللہ والوں کی محبت ڈال دیتا ہے، اس کے بعد پھر واپس آئے اور جب وہ لوگ لاٹھی لے کر مولانا کو لوٹنے کے لئے آئے تو مولانا نے لاٹھی لے کر ان کو دوڑا دیا، دونوں طرف خوب زوروں سے لاٹھی چلی یہاں تک کہ وہ لوگ ہار گئے، جب ہار گئے تب آئے اور کہنے لگے کہ اچھا مولانا صاحب! آپ کس لیے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی محبت سکھانے آئے ہیں، تم کو اللہ والا بنانے آئے ہیں، ہم تم سے دنیا نہیں چاہتے، بس ان لوگوں نے نماز شروع کردی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ان لوگوں نے چھ مہینے تک لنگوٹی باندھ کر نماز پڑھی، وہ لنگی بھی نہیں پہنتے تھے، تو فرمایا کہ مولانا نے چھ مہینے تک صبر کیا، کسی سے نہیں کہا کہ لنگی پہنو، چھ مہینے تک دل پر محنت کی آخر میں پھر لنگی منگوا کر سب کو ایک ایک لنگی ہدیہ دی اور کہا کہ یہ لو جونپور کے پیر کا تحفہ لے لو، اب لنگی باندھ کر نماز پڑھا کرو۔ سبحان اللہ! انہوں نے کیا محنت کی چونکہ ان کے شیخ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ تم سفر کرتے رہنا۔

اہل اللہ کی نظر کا فیضان

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جب سکھوں سے جہاد کے لئے بالاکوٹ آرہے تھے تو راستہ میں ایک شخص پر ان کی نظر پڑ گئی۔ وہ شخص دیوبند میں چھتے کی مسجد میں آیا تو مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے مسجد روشن ہوجاتی ہے، تم کیا عمل کرتے ہو؟ وہ رونے لگا، اس

نے کہا کہ میں معمولی مسلمان ہوں لیکن جب سید احمد شہید سکھوں سے جہاد کے لئے بالاکوٹ جا رہے تھے تو انہوں نے مجھے محبت سے ایک نظر دیکھ لیا تھا، یہ ان کی نظر کا اثر ہے کہ جب میں مسجد میں آتا ہوں تو مسجد روشن ہوجاتی ہے۔

آہ! شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف حالتِ جذب میں مسجد فتح پوری دلّی کے اندر اللہ کی عبادت میں بیٹھے ہوئے تھے، مسجد سے باہر نکلے اور ایک کتے پر نظر پڑ گئی۔ شیخ العرب و العجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا قول حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نقل کرتے ہیں کہ اس کتے پر نظر پڑتے ہی وہ کتا دلّی کے کتوں کا پیر بن گیا، جہاں جاتا تھا سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ بتاؤ! کتوں میں ادب کا مادّہ ہوتا ہے یا حسد کا؟ ایک محلہ کا کتا دوسرے محلہ میں جاتا ہے تو اس کی مہمانداری ہوتی ہے یا اسے دوڑا دیتے ہیں اور کب چھوڑتے ہیں جب وہ اپنی دم دونوں ٹانگوں کے درمیان میں دبا کر اپنی ہار مان لیتا ہے اور دانت نکال کر درخواستِ رحم کرتا ہے۔ دیکھا آپ نے کتوں کا مزاج۔ لیکن سارے دلّی کے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔ حکیم الامت نے جب یہ بات پیش کی تو رونے لگے اور فرمایا کہ ہائے! جن اللہ والوں کی نظر سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہیں گے۔ حضرت نے یہ بات جس طرح سے بیان کی اسی طرح سے نقل کر رہا ہوں، فرماتے ہیں کہ ہائے! جن کی نگاہوں کے فیض سے جانور بھی محروم نہیں رہتے، ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں بشرطیکہ اخلاص ہو، بشرطیکہ اللہ کے لئے اس اللہ والے کو پکڑا ہو، کیونکہ بعض لوگ پیروں کو بھی اخلاص کے لئے نہیں پکڑتے، دنیا کے لئے پکڑتے ہیں کہ تعویذ دے دیں یا شیخ کے پاس جو مالدار آتے ہیں اُن سے دوستی لگا کر چندہ حاصل کرنے کی نیت ہوتی ہے۔ تو جب پہلے ہی سے نیت خراب

ہے، تو اللہ کیسے ملے گا، نیت کے معنی گٹھلی کے ہیں، جیسی گٹھلی ہوگی ویسا درخت ہوگا، نیم کی گٹھلی سے آم کا پھل کیسے پا سکتے ہو۔ دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ آپ دنیا کی نیت نہ کرو، اللہ کی نیت سے اللہ کے لئے اللہ والوں کا ہاتھ پکڑ و تو اللہ تعالیٰ دین کی برکت سے دنیا بھی دیں گے لیکن اگر نیت خالص نہیں ہوگی تو نہ اللہ ملے گا نہ دنیا ملے گی۔

کامل مسلمان کون ہے؟

سب سے بڑا ایمان اور اسلام یہ ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون، ج:۱، ص:۶)

بخاری شریف کی حدیث ہے، عمدۃ القاری میں اور فتح الباری میں اس حدیث کی شرح کو دیکھ لو۔ یہاں ایک محدث نے اِشکال کیا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، تو زبان سے کون تکلیف دیتا ہے؟ زبان کے الفاظ سے تو تکلیف پہنچتی ہے لیکن زبان سے تو کوئی مار نہیں سکتا، زبان میں تو ہڈی بھی نہیں ہے، نہ کوئی سختی ہے، تو زبان سے کوئی تکلیف کیسے ہوگی؟ اگر کوئی زبان آپ کے گال پر مار دے تو کیا آپ کو کوئی تکلیف ہوگی؟ تو جب الفاظ سے تکلیف ہوتی ہے تو حدیث میں زبان کا لفظ کیوں آیا ہے؟ اس کا جواب علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ بعض لوگ زبان کو باہر نکال کر منہ چڑا کر بھاگ جاتے ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ کو محدود نہیں کیا، لفظ لسان کو اختیار کیا تاکہ الفاظِ لسان بھی اس میں شامل ہو جائیں اور وہ لوگ بھی داخل ہو جائیں، لِيَدْخُلَ مَنْ اَخْرَجَ لِسَانَهٗ اسْتِهْزَآءً جو مذاق اڑانے کے لیے زبان باہر نکال کر بھاگ جائیں جیسے بچے منہ چڑا کر بھاگ جاتے ہیں۔

تصوف کا حاصل

تو دوستو! جتنا تہجد و اشراق اور اللہ اللہ کرتے ہو، اتنا ہی فکر رکھو کہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، کبھی کسی کو تکلیف پہنچے تو اس سے معافی مانگ لو، پھر دیکھو اللہ کیسے ملتا ہے، جیسے کسی کے بچوں کو ستا کر باپ کے دوست نہیں بن سکتے، اسی طرح بندوں کو ستا کر اللہ تعالیٰ کے دوست نہیں بن سکتے۔ لہٰذا اللہ کی مخلوق پر رحم کرو، ان کو ستاؤ نہیں، ان کا خیال رکھو، ہمارے اکابر نے اس کا بڑا خیال رکھا ہے۔ حکیم الامت اپنے مریدوں کی زیادہ تر اسی بات پر نظر رکھتے تھے کہ کوئی کسی کو اذیت تو نہیں پہنچاتا، اور فرمایا کہ یہی تصوف کا حاصل ہے کہ تمہاری ذات سے کسی کو اذیت نہ پہنچے، لہٰذا اخلاق کی اصلاح کرو، اہل اللہ کے پاس آنا جانا رکھو، ان شاء اللہ اخلاق درست ہو جائیں گے۔

نافرمانی میں چین نہیں

اب اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری ہی یاد سے دلوں کو چین اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ دیکھو بھئی! بعض وقت انسان غلط فہمی سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ ہم ائرکنڈیشن سے چین حاصل کرلیں گے، بعض وقت سمجھتا ہے کہ ہم نوٹوں کی گڈیوں سے چین حاصل کرلیں گے، بعض وقت انسان سمجھتا ہے ہم عورتوں کو بری نظر سے دیکھ کر چین حاصل کرلیں گے، ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھ کر چین حاصل کرلیں گے۔ یاد رکھو! ان چیزوں سے چین نہیں ملتا۔ جو لوگ یہ کام کرتے ہیں، ان کی زندگی کا جائزہ لو تو تمہیں صحیح چین نہیں ملے گا اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ چین میں ہیں تو یوں سمجھ لو کہ وہ چین میں تو نہیں ہیں لیکن ان کو غلط فہمی ہوگئی ہے، جیسے ناسمجھ بچہ لڈو کو زیادہ قیمتی سمجھتا ہے اور پانچ سو کے نوٹ کو حقیر سمجھ کر لڈو لے لیتا

ہے اور پانچ سو کا نوٹ دے دیتا ہے تو بتاؤ وہ عقل کا کام کرتا ہے؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ بعض بزرگوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے بھی تولڑکے مرتے ہیں، ان کی بیوی کو بھی تو بخار چڑھتا ہے اور وہ خود بھی بیمار ہوتے ہیں، کبھی روتے بھی ہیں تو پھر ان کے دل میں چین کہاں رہا؟ اللہ کا تو یہ وعدہ ہے کہ اطمینانِ قلب تو ملتا ہے اللہ کی یاد سے، تو یہ تو اللہ کی یاد والے ہیں پھر یہ کیوں روتے ہیں؟ اس کا جواب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں کہ جب کسی اللہ والے متقی کو دیکھو کہ وہ رو رہا ہے، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، بخار سے یا بچوں کی بیماری سے تو یہ نہ سمجھو کہ اس کا دل بھی پریشان ہے، اللہ تعالیٰ ان کے دل میں سکون واطمینان رکھتا ہے، یہ آنسو دیکھنے کے ہیں پریشانی کے نہیں ہیں، جیسے کوئی شامی کباب کھا رہا ہو، اس میں خوب ہری ہری مرچ ہو جسے کھا کر اس کے آنسو بہہ رہے ہیں، تو اس کا دوست کہتا ہے کہ آپ مجھے پریشانی میں معلوم ہو رہے ہیں، لائیے یہ کباب مجھے دے دیجئے، کیا آپ کوئی بلا کھا رہے ہیں؟ ارے! میں بھی آپ کا دوست ہوں ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

میں آپ کا دوست ہوں، لائیے یہ بلا مجھ کو دے دیجیے، تو وہ کہتا ہے کہ یہ بلا نہیں ہے، یہ آنسو مزے کے ہیں، یہ آنسو پریشانی کے نہیں ہیں، یہ آنسو عیش کے ہیں، لطف کے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی بیوی بیمار ہوگئی یا بچہ بیمار ہوگیا یا کوئی اور تکلیف ہوگئی تو ان کے دل میں تکلیف نہیں ہوتی، جیسے واٹر پروف گھڑی میں چاروں طرف پانی ہوتا ہے تو کیا گھڑی کے اندر بھی پانی گھستا ہے؟ تو اللہ والوں کا دل غم پروف ہوتا ہے۔ اس پر میرا ایک شعر سن لو ؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اور ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دوجہاں سے فراغت ملے

جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم مل گیا، اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد مل گیا، واللہ قسم کھاتا ہوں روزہ سے ہوں، اُس سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں ہے، اس کے دل کے چین کو دنیا کے بادشاہ خواب میں بھی نہیں سمجھ سکتے، کاش کہ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ دیکھتے، کاش ہمارے ان اکابر کو دیکھتے پھر پتا چلتا کہ یہ بوریے والے، یہ چٹائی پر بیٹھے ہوئے کس مقام پر ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

بس اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت عطا کر دے، اللہ تعالیٰ اپنی محبتِ کاملہ نصیب کردے، محبت تو ہے مگر کامل محبت دے دے، جو اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے ہمیں وہ محبت دے دے، محبت تو الحمدللہ ہم سب کو ہے لیکن ہم خدا سے وہ محبت مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں وہ محبت دے دے جو تو اپنے دوستوں کے سینوں میں دیتا ہے، اور وہی خوف بھی دے دے جو اُن کو ہوتا ہے۔ ہم سب کو تقویٰ کی زندگی نصیب فرمادے۔ اے اللہ! ہم میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دے دے، جو صحت کے اچھے ہیں اللہ ان کو مزید تندرستی عطا کردے۔ ایک صاحب کے داماد مدراس میں ہیں ان کے گردے خراب ہوگئے ہیں، اے اللہ! ان کو شفا دے دے، ہم میں سے جس کے رشتہ دار کو جو کوئی بیماری یا تکلیف ہو جسمانی ہو یا روحانی، اللہ سب کو شفا دے دے، سب کو صحت دے دے۔

ڈھاکا نگر میں خانقاہ بن رہی ہے یعنی اللہ اللہ کرنے والے سالکین

کے لئے اور وہ مدرسہ بھی ہوگا، حفظِ قرآن کی عمارت کی تعمیر شروع ہورہی ہے اس کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کی تکمیل فرمادے تاکہ قیامت تک علماء، صلحاء اور اولیاء اللہ اس میں قیام کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے اور دوستوں سے اس کو آباد رکھے، کراچی کی خانقاہ کو بھی اور ڈھاکا نگر کی خانقاہ کو بھی۔ اے اللہ! اس کی تعمیر کا غیب سے سامان فرمادے اور ہمارے دلوں میں جتنی حاجتیں ہیں دنیا اور آخرت کی اللہ وہ سب اپنے فضل وکرم سے پوری کردے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ